

راشد الحق سمیع حقانی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نقش آغاز

مسلم لیگ (ن) کی مرکزی اور تحریک انصاف کی صوبائی حکومتوں کی تشکیل اور تحریک طالبان سے مذاکرات کیلئے خواہش

زخمِ زخمِ ارضِ پاکستان جو عرصہ دراز سے غم و اندوہ کی کریناک شبِ عاشور کا منظر پیش کر رہا ہے۔ امریکی غلامی کی چکی میں پتے پتے پاکستانی عوام کی ایسی درگت بنی ہے جو میان سے باہر ہے۔ ۲۰۰۸ء کے نام نہاد مغربی حکومتوں کی آشیر باد سے معرضِ وجود میں آنے والے بیثاق جمہوریت کے نتیجے میں جو بدترین کرپٹ اور نااہل زرداری حکومت قائم ہوئی تھی اس نے ملک و قوم کا ایسا ستیاناس کر دیا ہے کہ اب دوبارہ ملک و قوم کو سابقہ ڈگر پر لانے کیلئے صدیوں کی شبانہ روز محنت کی ضرورت پڑے گی۔ بہر حال اس بار بھی عالمی قوتوں اور پاکستان میں مقتدر حلقوں نے اپنی غشاء اور اپنی ضروریات کے مطابق مخصوص جماعتوں کو پاکستان کی تاریخ کے بدترین دھاندلی والے الیکشن میں جتوا کر اقتدار کے ایوانوں میں پہنچا دیا ہے اور امریکہ اور اسکے حواریوں کی عملاً مخالفت کرنے والی اصل قوتوں کو اس طریقے سے حرفِ غلط کی طرح الیکشن میں دھاندلی سے مٹانے کی کوششوں میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ یہ سزا انہیں آزادی کا نعرہ لگانے اور امریکی ایجنڈے کی بھرپور اور مسلسل مخالفت کے نتیجے میں دی گئی ہے۔ جو جماعتیں ”دفاع پاکستان کونسل“ اور ”متحدہ دینی محاذ“ کے پلیٹ فارم جمع تھیں انہیں تو جن جن کر ہر جگہ اور ہر ہر سیٹ پر ہرایا گیا۔ اس لئے کہ ان جماعتوں نے تکبیر مسلسل کی مانند پاکستان کے ”کعبہ“ میں چھپے بت نما حکمرانوں کو غلامی کی نیند سے جگانے کیلئے اذانیں دیں (اور حکومت کے اُن اتحادیوں کو بھی جھنجھوڑا جو یہود و نصاریٰ کے اصل ایجنٹوں، امریکی گماشتوں مشرف و زرداری کی حکومتوں کی گود میں وزارتوں کے لالی پوپ کی لذتوں کے باعث قبائل و پختون علاقوں کے خلاف فوجی آپریشنز، مسلسل ڈرون حملوں اور ہر طرح کے حکومتی جبر و تسلط پر نہ صرف خاموش بلکہ گونگے بہرے بنے بیٹھے رہے۔) اسی باعث دفاع پاکستان و متحدہ دینی محاذ کے اس قبیلہ جنوں، کاروانِ حریت اور خاندانِ مادرائے سود و زیاں کے متعلق اکبر الہ آبادی مرحوم نے کیا کھراچ لکھا تھا۔

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

اس الیکشن کے ڈرامے کے بعد امریکی سفیر اور مغربی قوتوں نے کھل کر اپنی مسرت کا اظہار کیا اور کہا کہ ”امریکہ مخالف قوتوں کو پاکستانی عوام نے مکمل طور پر انتخابات میں شکست دے دی ہے جو ہمارے لئے اطمینان کی بات ہے۔“ البتہ انہوں نے ایک مذہبی سے زیادہ سیاسی جماعت کے سربراہ کو الیکشن میں کامیابی پر ڈنکے کی چوٹ

پر دوران ملاقات مبارکباد دی اور آخر کیوں نہ دیتے کہ ان دونوں میں کئی امور پر باہمی رضامندی و انڈر سٹینڈنگ پائی جاتی ہے۔ جیسے دفاع پاکستان کونسل و متحدہ دینی محاذ کی پرزور مخالفت وغیرہ وغیرہ۔

بہر حال اس شب گزیدہ سحر میں نئی حکومتوں کے اعلانات اور پھر عملی تشکیل سے موبہوم توقع رکھی جارہی ہے کہ شاید نئے حکمران ماضی سے سبق حاصل کر کے اس بار عوام کیلئے عملاً کوئی کام کریں۔ پھر امن و امان کی اہتر صورت حال، توانائی بحران اور غیروں کی جنگ سے نکلنے جیسے اہم مسائل پر قابو پانے کا ایک نادر موقع بھی آ پہنچا ہے۔

نوجانب مسلم لیگ (ن) اور پاکستان تحریک انصاف کے قائدین نے امن کی بحالی کیلئے طالبان سے کل کر مذاکرات کا نعرہ مستانہ بلند کیا ہے اور دونوں پارٹیوں کے لیڈروں نے قیام امن کے لئے دارالعلوم حقانیہ اور اسکے مہتمم مولانا سمیع الحق کے کردار کو سراہتے ہوئے تمام گروہوں سے مذاکرات کی درخواست کی ہے اور اس سلسلے میں وزیراعظم پاکستان جناب میاں نواز شریف صاحب نے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کو سینئر رہنما جناب سلیم سیف اللہ صاحب کے ذریعے رابطہ کیا، اسی طرح تحریک انصاف کے چیئرمین جناب عمران خان صاحب کے خصوصی حکم پر وزیراعلیٰ جناب پرویز خٹک صاحب، جناب اسد قیصر صاحب اسپیکر صوبائی اسمبلی اپنی پارٹی کے ایم این ایز اور ایم پی ایز کے ہمراہ دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے۔ اور انہوں نے بھی اس خواہش کا اظہار کیا کہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب تحریک طالبان کے ساتھ مذاکرات کے سلسلے میں صوبائی حکومت کی سرپرستی اور اہم کردار ادا کریں۔ ہم دارالعلوم حقانیہ اسی باعث حاضر ہوئے ہیں کہ ہماری حکومت کا آغاز دارالعلوم حقانیہ جیسے مقدس مقام کے دورہ سے شروع ہو اور خصوصاً آپ جیسے منجھے ہوئے اور بڑی سیاسی و مذہبی شخصیت کی دعاؤں اور مشوروں کے ساتھ ہو۔

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے اس موقع پر صوبائی حکومت کے وزیراعلیٰ اور ان کے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ بحیثیت ایک مسلمان و پاکستانی کے میں یہ اپنے لئے ایک فریضہ سمجھتا ہوں کہ اغیار کی لگائی ہوئی آگ کو جتنی جلد بجھا سکوں اور دس سالوں سے جاری جنگ کو زکو اسکوں تو یہ میرے لئے بھی نجات اور افتخار کی بات ہوگی لیکن عملاً آپ کو پہل کرنی ہوگی کیونکہ اب دونوں حکومتوں کو امریکی غلامی سے عملاً نکلنا ہوگا اور مزید پرانی جنگ کیلئے پاکستانیوں کو ایندھن نہ بنایا جائے گا۔ پھر خصوصاً ڈرون حملوں کے خلاف دونوں حکومتوں کو متفقہ پالیسی اپنانی ہوگی اور ایسے اقدامات کرنے ہوں گے جس سے تحریک طالبان پاکستان مطمئن ہو کر پاکستان کے ساتھ مذاکرات پر آمادہ ہو جائے اور اگر آپ لوگ بھی امریکی دباؤ برداشت نہ کر سکے اور پرانی حکومتوں کی روش پر رواں رہے کہ برائے نام مذاکرات اور جنگ دونوں جاری رہے تو یہ ناممکن ہے۔ اب حکومت پاکستان اور تمام سیاسی جماعتوں کو ٹھنڈے دماغ سے سوچنا چاہیے کہ ہم اس دس بارہ سالہ جنگ کے نتیجے میں پاکستان اور اس کے عوام کو کہاں تک پہنچا آئے ہیں۔ خدا تعالیٰ پاکستان اور نئے حکمرانوں کو امریکی اتحاد اور غلامی کی سیاہ رات سے نکلنے کی توفیق عطا